*ڈاکٹر امان اللہ خان

محنت کی عظمت کا نبوی تصور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''و لقد اتینا داود منا فضلا ط یجبال اوبی معه و الطیرج و النا له
الحدید ○ ان اعمل سبغت و قدر فی السرد و اعملوا صالحاً ط
انی بما تعملون بصیر ○''۔[1]

[اور ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو اپنی طرف سے بڑی نعمت عطا کی تھی ۔ اے پہاڑو ! داؤد کے ساتھ بار بار تسبیح کرو اور پرندوں کو بھی یہی حکم دیا ۔ اور ہم نے ان کے لیے لوہے کو نرم کر دیا کہ تم پوری زرہیں بناؤ اور جوڑنے میں اندازہ رکھو ۔ اور تم سب نیک کام کیا کرو ۔ میں تم سب کے اعمال دیکھ رہا ہوں] ۔

عمل زندگی کی بنیاد اور اہم حقیقت ہے ۔ خالق کائنات نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا :

''الذی خلق الموت و الحیوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا''۔[2]

[وہ ذات جس نے موت اور زندگی اس لیے پیدا کیے تا کہ تمہیں آزما کر دیکھے کہ تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے] ۔

مسلسل کام اور جد و جہد افراد ، اقوام اور معاشروں کی کامیابی ، ترقی اور استحکام کی ضمانت بنتے ہیں ۔

باری تعالی کے ارشادات ہیں :

(۱) ''ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم''۔[3]

[بلاشک اللہ تعالی کسی قوم کی حالت کو اس وقت تک تبدیل نہیں کرتے جب تک کوئی قوم خود اسے تبدیل کرنے کی جد و جہد نہ کرے] ۔

(۲) لیس للانسان الا ما سعی ○ و ان سعیه سوف یری''۔[4]

---

* چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ ، پنجاب یونیورسٹی لاہور ۔

۱۔ القرآن الحکیم ، ۳۴ [سبا] : ۱۰-۱۱ ۔

۲۔ ایضاً ، ۶۷ [الملک] : ۲ ۔

۳۔ ایضاً ، ۱۳ [الرعد] : ۱۱ ۔

۴۔ ایضاً ، ۵۳ [النجم] : ۳۹—۴۰ ۔

[انسان کو اس کی کوشش کے سوا کچھ ملنے والا نہیں اور یہ کہ انسان کی جد و جہد بہت جلد بار آور ہوگی] ۔

(۳) ''الا تزر وازرة وزر اخرى ○''[۵]۔

[اور یہ کہ کوئی شخص کسی کا بوجھ اٹھانے والا نہیں] ۔

فلسفۂ تاریخ کے نامور مفکر ابن خلدون نے مسلسل محنت اور پیہم تگ و دو کو قوموں کے عروج و زوال میں بڑی بنیادی حیثیت دی ہے ۔ اس عظیم انسان کی نگاہ میں دنیا میں فقط ان ہی قوموں نے ترقی کی ہے ، استحکام حاصل کیا ہے جن کی زندگی کا اصول مسلسل محنت اور انتھک کوشش رہا ہے اور وہ قومیں زوال پذیر ہو گئیں ، صفحۂ ہستی سے مٹ گئیں جنھوں نے جد و جہد ، مشقت اور کام کو چھوڑ کر تن آسانی کو اختیار کر لیا ۔[۶]

علامہ اقبالؒ بھی اسی حقیقت کو بڑے خوبصورت پیرایوں میں یوں بیان کرتے ہیں :

راز حیات پوچھ لے خضر خجستہ گام سے
زندہ ہر ایک چیز ہے کوشش نا تمام سے[۷]

میارا بزم بر ساحل کہ آنجا
نوائے زندگانی نرم خیز است

بدریا غلط و با موجش در آویز
حیات جاوداں اندر ستیز است[۸]

یوں کام ، عمل جد و جہد قرآن حکیم اور مفکرین اسلام کی نگاہ میں محترم ہے اور کامیابی و استحکام کی ضمانت ۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی لا تعداد احادیث اور آپ کی ذاتی مثال بھی اسی حقیقت کی نشاندہی کرتی ہے ۔

اسی سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات یہ ہیں :

(۱) ما اکل احد طعاماً قط خیراً من ان یاکل من عمل یدہ و ان نبی اللہ داود علیہ السلام کان یاکل من عمل یدہ''۔[۹]

۵- ایضاً ، ۵۳ ، [النجم] : ۳۸ -

۶- ابن خلدون ، المقدمہ (بیروت ، ۱۹۶۱) صفحات ۲۴۶-۲۵۴ -

۷- اقبال ، بانگ درا (لاہور ۱۹۷۲ء) ص ۱۲۴ -

۸- ایضاً ، پیام مشرق (لاہور ۱۹۴۸ء) ص ۱۴) -

۹- محمد بن اسمعیل البخاری ، الجامع الصحیح (مصر ۱۳۴۵ھ) ج ۳ ص ۷۴ -

[آج تک کسی شخص نے اس رزق سے بہتر کھانا نہیں کھایا جو انسان نے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے کھایا ہو ، اور بلاشک اللہ تعالی کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کی محنت سے روزی کمایا کرتے تھے] -

(۲) ''و عن رافع بن خدیج قال قیل یا رسول اللہ ای الکسب اطیب قال عمل الرجل بیدہ''-[۱۰] (رواہ احمد)

[حضرت رافع ابن خدیج سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سب سے بہتر پیشہ (کسب) کون سا ہے تو آپؐ نے فرمایا انسان کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا] -

(۳) ''ان اطیب ما اکلتم من کسبکم''[۱۱]-

[تحقیق سب سے پاکیزہ اور بہترین کھانا وہ ہے جو تمہاری اپنی محنت سے حاصل ہو] -

(۴) ''طلب کسب الحلال فریضة بعد الفریضة''[۱۲]-

[فرائض کی ادائیگی کے بعد سب سے بڑا فریضہ حلال روزی کا کمانا ہے] -

(۵) ''قال ان موسی علیہ السلام اجر نفسہ ثمان سنین او عشراً علی عفة فرجہ و طعام بطنہ''[۱۳]- (رواہ احمد و ابن ماجہ)

[آنحضرت نے فرمایا کہ موسی علیہ السلام نے اپنی عفت کی حفاظت اور روزی کے لیے آٹھ یا دس برس مزدوری کی] -

تن آسانی اختیار کرنے اور دوسروں کی کمائی پر گزر کرنے کی بجائے جو شرف محنت اور کام کرنے کو حاصل ہے اس کی انتہائی عمدہ وضاحت عہد نبوی کے ایک واقعہ سے ہوتی ہے - یہی واقعہ اس امر کی نشاندہی بھی کرتا ہے کہ معاشرے سے ''مانگنے'' کے عیب کو ختم کر کے افراد کی معاشی بحالی کا انتظام ہونا چاہیے -

حضرت انسؓ سے روایت ہے :

''و عن انس ان رجلا من الانصار اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسالہ فقال اما فی بیتک شی فقال بلی حلس نلبس بعضہ و نبسط بعضہ و قعب نشرب فیہ من الماء قال ائتنی بھما فاتاہ بھما فاخذھما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ و قال من یشتری ھذین ؟ قال رجل

۱۰- خطیب تبریزی ، مشکوٰة المصابیح (دمشق ۱۹۶۱ء) ج ۲ ص ۹۸ -

۱۱- مشکوٰة ، کتاب البیوع ، ج ۲ ص ۷۵ -

۱۲- ایضاً ، ج ۲ ص ۷۸ -

۱۳- ایضاً ، کتاب البیوع ، باب الاجارہ ، ج ۲ ص ۱۳۲ -

انا اخذهما بدرهم قال من یزید علی درهم مرتین او ثلاثاً قال رجل انا آخذهما بدرهمین فاعطاهما الانصاری و قال اشتر باحدهما طعاماً فانبذه الیٰ اهلک و اشتر بالاخر قدوماً فائتنی به فاتاه به فشد فیه رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم عوداً بیده ثم قال اذهب فاحتطب و بع ولا ارینک خمسة عشر یوماً فذهب الرجل یحتطب و یبیع فجاءه و قد اصاب عشرة دراهم فاشتری ببعضها ثوباً و ببعضها طعاماً فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم هذا خیر لک من ان تجیء المسألة نکتة فی وجهک یوم القیامة"۔[۱۴]

(رواه داؤد وروی ابن ماجه الی قوله یوم القیامة)

حضرت انس سے روایت ہے :

[انصار میں سے ایک شخص آنحضرتؐ کے پاس آیا اور آپ سے کچھ مانگا۔ سرکار دو عالمؐ نے فرمایا کہ کیا تیرے گھر میں کوئی شے نہیں ہے؟ اس پر اس نے کہا جی ہاں ایک موٹی کمبلی ہے کہ میں اس کا کچھ حصہ اوڑھتا ہوں اور کچھ بچھاتا ہوں اور ایک پانی پینے کا پیالہ ہے۔ آپؐ نے یہ دونوں چیزیں لانے کو کہا جب وہ لے آیا تو آنحضرتؐ نے ان دونوں چیزوں کو اپنے ہاتھ میں لے کر وہاں بیٹھے ہوئے صحابہ کرامؓ سے کہا کہ کون ان کو خریدتا ہے۔ ایک صحابیؓ نے کہا میں انہیں ایک درہم میں خریدتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اس سے زیادہ کون دیتا ہے یہی بات آپ نے دو مرتبہ یا تین مرتبہ کہی اس پر ایک شخص نے کہا کہ میں ان کو دو درھموں میں خریدتا ہوں۔ آپؐ نے یہ دونوں چیزیں دو درھموں کے عوض دے کر یہ درہم انصاری کو دیے یہ کہتے ہوئے کہ ایک درہم کا کھانا وغیرہ گھر میں ڈال دو اور دوسرے درہم کا کلہاڑا خرید کر میرے پاس لاؤ۔ انصاری نے ایسا ہی کیا۔ جب وہ کلہاڑا لے کر حاضر خدمت ہوا تو آپؐ نے اپنے دست مبارک سے اس کلہاڑے میں لکڑی کا دستہ ڈال کر دیا اور کہا کہ جاؤ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر بازار میں بیچو اور پندرہ دن تک میں تمہیں یہاں نہ دیکھوں۔ وہ انصاری پندرہ دن کے بعد آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا تو اس کے پاس دس درہم جمع ہو چکے تھے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اب ان درھموں میں سے کچھ کا کپڑا اور کچھ کا غلہ خرید کرو۔ رحمة للعالمین نے فرمایا کہ یہ حالت تمہارے لیے اس حالت سے بدرجہا

۱۴۔ مشکوٰة المصابیح کتاب الزکوٰة ج ۱، ص ۵۸۱-۵۸۲۔

بہتر ہے کہ قیامت کے دن تم اپنے ماتھے پر سوال کا داغ لیے ہوئے اٹھو]۔

یہ چھوٹا سا واقعہ اپنے اندر بڑے قیمتی سبق لیے ہوئے ہے اور انسان اور محنت کی عظمت نیز افراد کی معاشی بحالی کے بارے میں ہادیِ دو جہاںؐ کی پالیسی کی وضاحت کرتا ہے۔

انسان کو اللہ تعالی نے کائنات میں بڑی اعلیٰ اور ارفع حیثیت عطا کی ہے۔ اسلام شرف انسانیت اور افراد نسل انسانی کے نفوس کی عزت کا سب سے بڑا محافظ ہے۔

قرآن حکیم نے انسان کی عظمت اور اس کے شرف کی بڑی مؤثر انداز پر نشاندہی کی ہے۔ یہ کہیں تو انسانوں کو:

"و لقد کرمنا بنی آدم"۔[15]

[اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی] کی خوشخبری سناتا ہے۔

اور کہیں:

"لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم"۔[16]

[بلاشک ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا] کا مژدۂ جانفزا سناتا ہے۔

کہیں انسان کو، اللہ تعالی کا نائب اور خلیفہ قرار دیتا ہے۔ کہیں اسے اس کی لغزشوں کے باوجود بزرگی والا قرار دیتا ہے۔ ایک اعلیٰ امانت کا حامل ذمہ دار جس کے لیے زمین و آسمان مسخر کر دے گئے ہوں۔

یہ انتہائی عزت اور شرف والا مقام انسان کو اس بات کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ اس کے تمام کام اس کی شان کے شایان ہونے چاہئیں۔ اس شرف میں چونکہ تمام انسان شامل ہیں۔ اس لیے کسی شخص کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ معاشرے کے کسی فرد کو اپنے سے کم تر سمجھے۔

اسی لیے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ"۔[17]

[ساری مخلوق اللہ تعالی کا کنبہ ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے اچھا انسان وہ ہے جو اس کے کنبہ سے اچھا سلوک کرنے والا ہے]۔

آدمیت احترام آدمی   باخبر شو از مقام آدمی (اقبال)

اسلام نے سارے انسانوں کو عزت دے کر، انھیں مساوات کے رشتے میں پرو کر وجہ امتیاز کردار کی مضبوطی اور ذمہ داری کو نبھانا قرار دیا۔

انسان کے شرف کا اظہار اس پر عائد شدہ ذمہ داریوں کے سنبھالنے سے ہوتا ہے۔

۱۵- القران الحکیم، ۱۷ [بنی اسرائیل]: ۷۰-

۱۶- ایضاً، ۹۵ [التین]: ۴-

۱۷- مشکوۃ، کتاب الاداب، ج ۲، ص ۶۱۳-

علاوہ دیگر ذمہ داریوں کے محنت کرنے اور رزق حلال کمانے کی ذمہ داری ہے۔ عظیم ہیں وہ انسان جو محنت کرتے ہیں اور حلال رزق کماتے ہیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"ما بعث اللہ نبیاً الا رعی الغنم فقال اصحابہ و انت فقال نعم کنت ارعاھا علی قراریط لا ھل مکۃ"۔١٨

[اللہ تعالی نے کوئی ایسا نبی مبعوث نہیں فرمایا جس نے بکریاں نہ چرائیں ہوں۔ صحابہؓ کرام نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ نے بھی؟ کہا ہاں میں نے بھی۔ میں مکہ والوں کی بکریاں قراریط کی اجرت لے کر چرایا کرتا تھا]۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے کام کر کے کام اور محنت کو شرف بخشا۔ آپ معمولی سے معمولی کام کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے تھے۔ خود اپنے ہاتھ سے اپنا جوتا مرمت کر لیتے۔ کپڑے پر پیوند لگا لیتے۔ بکریاں دوھ لیتے، بازار سے سودا سلف لے آتے۔ گھر والوں کے کام میں ہاتھ بٹاتے۔ مسجد کی تعمیر میں ایک عام مزدور کی طرح شریک ہو جاتے۔ ہاتھ میں کدال پکڑ کر پتھر توڑتے اور کاندھے پر مٹی اٹھانے میں انھیں کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی تھی۔ آپ کے تربیت یافتہ صحابہ کرامؓ جو ہدایت کے درخشاں ستارے ہیں وہ بھی اسی روش پر گامزن تھے۔ یوں اسلام کا یہ طرۂ امتیاز بن گیا کہ اس نے کام کرنے اور پیشے کی بنا پر کسی شخص کو بھی حقیر نہیں سمجھا۔

بہت سے نامور شخص جن کی علمی و فکری فضیلت پر سارے عالم کو ناز ہے۔ ہاتھ سے کام کرنے والے گھرانوں سے تعلق رکھنے والے اور خود ہاتھ سے کام کرنے والے ہوئے ہیں۔

غزالی [سوت کاتنے والے]۔ باقلانی [چارہ بیچنے والے]۔ خیاط [درزیوں کا کام کرنے والے]۔ قفال [قفل بنانے والے] کی عظمت سے کون آگاہ نہیں۔ ان کے پیشے ان کی عظمت کو گھٹا نہ سکے۔ بلکہ خود ان ائمہ نے اپنے ناموں کے ساتھ اپنے خاندانی پیشوں کو بیان کر کے محنت کی عظمت کو چار چاند لگا دیے۔

اسلام نے محنت اور محنت کرنے والے کی عظمت قائم کر کے اس کے دیگر حقوق کی حفاظت کا اہتمام بھی کیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اور یہ حدیث قدسی ہے:

"قال اللہ تعالی ثلثۃ انا خصمھم یوم القیمۃ رجل اعطی بی ثم غدر و رجل باع حراً فاکل ثمنہ و رجل استاجر اجیراً فاستو فی منہ و م

١٨- بخاری، کتاب البیوع، باب الاجارہ، ج ٣ ص ١٦٦ -

يعطه اجره''۔۱۹

[اللہ تعالی نے فرمایا : تین آدمیوں سے قیامت کے دن میں خود جھگڑوں گا ایک وہ کہ جس نے میرے نام سے عہد کر کے توڑ دیا۔ ایک وہ جس نے آزاد شخص کو فروخت کر کے اس کی قیمت کھا لی اور ایک وہ جس نے کام پر مزدور لگایا اور اس سے پورا کام لیا لیکن اس کی مزدوری نہ دی]۔

اسی سلسلے میں آنحضرتؐ کا وہ مشہور قول بھی ہے کہ :

''اعطوا الاجیر اجره قبل ان یجف عرقه''۔۲۰

[مزدور کو اس کی مزدوری اس کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے دیدو]۔

مطلب یہ کہ مزدور کو اس کی محنت کا معاوضہ دینے میں جلدی کرو۔

اہل دانش اس نکتہ سے خوب آگاہ ہیں کہ جہاں حقوق حاصل ہوتے ہیں وہاں فرائض بھی عائد ہوتے ہیں۔ حقوق و فرائض کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔

جہاں اسلام نے محنت/کام اور کام کرنے والوں کی عظمت قائم کر کے اور ان کے حقوق کے تحفظ کا اہتمام کر کے معاشروں کے استحکام اور ترقی کی راہیں کھول دیں وہیں کام و محنت کی بنیاد دیانت داری اور ذمہ داری کے کامل احساس پر رکھ کر اس عظمت کے تحفظ اور اس کے بار آور ہونے کا پورا پورا اہتمام کر دیا۔

روزی کمانے کو فرض قرار دیا گیا، لیکن اس کے ساتھ حلال روزی کمانے کی شرط عائد کر دی۔

''لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل''۔۲۱

[اور تم ایک دوسرے کا مال ناجائز طور پر نہ کھا جایا کرو]۔

اللہ تعالی نے امانت کا حق ادا کرنے کا حکم دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر قرآن حکیم کی یہ آیت پڑھی :

''یاایها الذین آمنوا کلوا من طیبت ما رزقنکم''۔۲۲

[کہ اے اہل ایمان ہم نے جو تمہیں رزق دیا ہے اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ]۔

پھر آپ نے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جو لمبے سفر سے آیا بال بکھرے ہوئے۔ غبار آلود (پریشان حال) اور وہ اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا

۱۹۔ البخاری، کتاب البیوع، باب الاجاره ج ۳ ص ۱۱۸۔

۲۰۔ مشکوۃ، کتاب البوع باب الاجاره، ج ۲ ص ۱۳۱۔

۲۱۔ القران الحکیم، ۴ [النساء] : ۲۹

۲۲۔ ایضاً، ۲ [البقره] : ۱۷۲۔

کر کہتا ہے : یا رب ! یا رب ! حالانکہ اس کا کھانا حرام ، پینا حرام ، اس کا لباس حرام اور وہ خود ناجائز مال سے پروان چڑھا تو ایسے شخص کی دعا کیونکر قبول ہو سکتی ہے۔[٢٣]

سرور کونین کا ہی ارشاد ہے :

"لا یدخل الجنة لحم نبت من السحت"۔[٢٤]

[وہ گوشت جو حرام مال سے بنا ہو جنت میں داخل نہیں ہوگا] ۔

یوں ذمہ داری کو نبھانا/سپرد شدہ امانت کو ادا کرنا ۔ کام میں ایمانداری کو پیش نظر رکھنا اور پوری تندہی سے کام کرنا یہ سب اس محنت کرنے والے کے فرائض کی حیثیت رکھتے ہیں جن کے پورے کرنے سے انسان سرخرو ہوتا ہے اور رزق حلال کے کسب کے تقاضے پورے ہوتے ہیں ۔

٢٣۔ مشکوٰۃ ، کتاب البیوع ، باب الکسب ۔ ج ٢ ص ٧٣ ۔

٢٤۔ مشکوٰۃ ، کتاب البیوع ، باب الکسب ج ٢ ص ٧٦ ۔